© rasailojaraid.com



اس مختصر سے تبصرے میں "صوفی تفسیر" کے متعلق کچھ کہنے کی گنجائش نہیں البتہ تصوف کو شریعت کا عملی پہلو سمجھتے ہوئے اہلِ اسلام محققین کے شایانِ شان نہیں کہ شریعت کے اس علمی و وجدانی توضیحی علم کی تشریح میں غیر مسلم محققین کے مقالات سے استشہاد کیا جائے اور ان کے بیانات پر اعتماد کیا جائے۔

ڈاکٹر خالد کے انگریزی مقالے کا اُردو ترجمہ اوقاف کے علماء کے لئے ضرور مفید و دلچسپ ہوتا، اگرچہ اس مضمون کے بہت سے نکتے ایسے ہیں جن میں اہلِ علم کو اختلاف ہو سکتا ہے مگر علمی نقد و نظر کے لحاظ سے اس کا موضوع نہایت فکر انگیز اور نصیحت آمیز ہے۔

اس دینی علمی اور ادبی مجلے کی اشاعت پر محکمہ اوقاف پنجاب کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے یہ گذارش ضروری ہے کہ اس مجلہ نیز دوسرے علمی اور دینی رسائل کی زیادہ سے زیادہ اہلِ علم حضرات میں ترویج کی کوشش بھی محکمہ اوقاف کے واجبی فرائض میں داخل ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

---

## کتابچہ ہمارا قدیم نظامِ تعلیم اور جدید تقاضے

الطاف جاوید
محکمہ اوقاف مغربی پاکستان۔ لاہور

یہ کتابچہ خوب صورت ٹائپ میں ۴۶ صفحات پر مشتمل ہے، محکمہ اوقاف مغربی پاکستان لاہور نے اس رسالے کو شائع کیا ہے۔ البتہ اس کی افادیت کے متعلق لوگوں کو ضرور تامل ہوگا کیونکہ اولاً یہ رسالہ نظامِ تعلیم کے موقف کو صحیح اور کامل طور پر نہیں پیش کرتا۔ ثانیاً اس میں جدید تقاضوں کے ماتحت کوئی نصاب نہیں پیش کیا گیا ہے۔ اہل علم حضرات کا متفقہ خیال ہے کہ پاکستان میں نصابِ تعلیم کی یگانگت ضروری ہے۔ خود محکمہ اوقاف لاکھوں روپے نصاب کمیٹی برائے مدارس عربیہ پر صرف کر چکا ہے۔ مدارس قدیمہ، جو بیشتر صدقات و خیرات کے رہینِ منت ہیں، رہے ایک طرف، خود آج یونیورسٹیوں کی تعلیم تضیع اوقات کے مرادف ہو رہی ہے۔ علاوہ دیگر بے اعتدالیوں کے ان کی تعلیم کا معیار بڑی حد تک پست ہے، اور بعض شعبوں کے مقررہ نصاب اربابِ بصیرت کے لئے ضرور قابلِ توجہ ہیں۔

ملک کی دیگر دانش گاہوں کا ذکر ہی کیا، خود محکمہ اوقاف کی سرپرستی میں جامعہ اسلامیہ اور اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کا نصاب تعلیم کسی طرح قابلِ اطمینان نہیں۔ حکومت کی منظوری یا سرپرستی سے کسی نصاب کی افادیت میں چار چاند نہیں لگ سکتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی نصاب کی اصلاح کے ساتھ تعلیمی معیار کو بلند کیا جائے۔ طلباء میں مطالعے کی عادت اور مطالعے کے شوق کو بڑھایا جائے۔ بعض شعبوں میں بنیادی زبان تک ضروری اور لازمی نہیں سمجھی جاتی اور ان کے محصلین کا علم صرف تراجم تک محدود رہ جاتا ہے اور وہ تحقیق و ترقی سے عاری رہ جاتے ہیں۔

درس نظامی کا وجود مُلا نظام الدین سے پہلے بھی تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ متداول علوم میں صلاحیت پیدا کی جائے اور تاریخ شاہد ہے کہ مدارس ہی کے محصلین اپنی اپنی صلاحیتوں کی بدولت قاضی القضاۃ، وزیر با تدبیر، شیخ الاسلام، نیز سپہ سالار و سرلشکر کے عہدوں پر فائز ہوتے تھے۔ انگریزی عہد میں سرزمین ہندو پاک کے تعلیمی نظام میں ابتری پیدا ہوگئی، ثقافتی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور زبان کی بوقلمونی کے ساتھ علوم کا تنوع اسلامی علوم عقلیہ پر اس طرح حاوی ہو گیا کہ لوگوں کو آخرالذکر علوم کی افادیت موہوم معلوم ہونے لگی۔

ملک کی تقسیم کے بعد مسلمان قائدین کا فریضہ تھا کہ سرزمین پاک میں علمِ اسلام بلند کرنے کے ساتھ اپنی انگریزی روایات سے تجاوز کر کے اسلامی ثقافت کی شیرازہ بندی کرتے اور اس طرح علمی و ثقافتی وحدت کو جدید تقاضوں کی روشنی میں فروغ دیتے۔

الحمد للہ حکومت کو اس کمی کا احساس ہو چکا ہے البتہ ملک میں عملی اقدام کا اب تک فقدان ہے اور یہ کام اہلِ دانش کا ہے اور علم و دانش سے تعلق رکھنے والے اداروں کا۔ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق عطا کرے کہ قوم کا سرمایہ بیجا صرف کرنے سے بچیں اور مفید کاموں کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔

(محمد صغیر حسن معصومی)

© rasailojaraid.com